داعیِ اوّلؑ کی حیاتِ طیبہ

اور

ہمارے لئے درسِ عبرت و موعظت

(از جناب مولوی عبدالجلیل صاحب رحمانی)

آج بھی اسی سابق سلسلۂ کلام کے ضمن میں آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ کے قرآنی بصائر و حکم پر قدرے بحث کی جاتی ہے امید کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائینگے۔

دخول جنت وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (س بقرہ پ۱ ع۴) ہم نے آدمؑ اور اس کی بیوی (حوا) سے کہا تم دونوں جنت میں جاؤ اور جو جی چاہے کھاؤ اور جہاں چاہو عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرو، ہاں البتہ فلاں درخت کے قریب ہرگز مت جانا ورنہ حد سے تجاوز کرنے والوں میں شمار ہو جاؤ گے۔ ایک طالب حق اور جویائے مطلوب کو اس پرخار وادی اور دشوار گذار گھاٹی میں قدم رکھکر اپنے دامن عقل و فکر کو الجھانے کی ضرورت نہیں۔ کہ آیا اس جنت سے مراد وہی معہودہ جنت جسے جنت سماوی جہنم کا مقابل سمجھا جاتا ہے یا کوئی اور ہی (حدیقہ) باغ دنیاوی اور جنت ارضی مراد ہے جسمیں سیدنا آدم علیہ السلام داخل کئے گئے تھے، اسفار اور دواوین تفاسیر میں کیا بحث ہے۔ فخر رازی کا کیا خیال، ابن جریر کا عندیہ، ناصر الدین بیضاوی کی کیا تحقیق، خازن اور صاحب معالم کا قول اور حافظ ابن کثیر کا کسطرف رجحان ہے آیا اس سے جنت ارضی یا جنت سماوی مراد ہے اور پھر جمہور علماء اور محدثین اکابر صحابہ اور سلف امت جنت سماوی۔ اور کچھ مفسرین اور علماء اسلام اور ایک طائفہ امت مسلمہ کا جنت ارضی کا قائل ہے تو پھر اُن میں کس کا مذہب راجح اور کس کا مرجوح ہے؟ اور وجہ ترجیح کیا ہے؟ نیز اسی قسم کی بحث شجرہ ممنوعہ کے متعلق بھی کہ آیا وہ گندم کا درخت تھا یا انگور کا یا درخت انجیر وغیر ذلک اور پھر ان اقاویل میں سے راجح مرجوح کون ہے۔ ہمارا مطمع نظر چونکہ فی الحال ہر ہر مسئلہ پر محققانہ بحث و تنقید اور ان اقوال مختلفہ پر مبصرانہ نقد و جرح نہیں یہاں تو صرف فی نفسہ ان واقعات میں جو بصائر و عبر انسانی زندگی کے لئے جو حکم و مصالح بنی نوع انسان کیلئے جو پند و مواعظ ان میں مضمر ہیں انھیں کا انکشاف و تبیین ہے۔ اور پھر ممکن ہے موقر جریدۂ "محدث" کے وسیع حلقہ ناظرین میں کچھ ایسے حضرات بھی ہوں جو محض مغربی کورانہ تقلید۔ اور ہر دینی و دنیاوی تاریخی غیر تاریخی عصری نظریہ تحقیق ہی کو واجب القبول اور منزل من اللہ اور کالوحی سمجھتے ہوں اور ہر وہ اسلامی نظریہ جس تک اپنی ذاتی کم مائگی علم و بصیرت اور بے بضاعتیٔ فہم و درایت اور کوتاہی عقل کی وجہ سے نہ پہنچ سکیں اس کے ممتنع الوقوع (محال) سلسلۂ اسباب و علل سے خارج، اور فرسودہ دقیانوسی عقیدہ ہونے کا فتوی اس پر صادر کر دیا کرتے ہوں۔ کاش انھیں معلوم ہوتا کہ ہمارا عدم علم اور حقیقت ناشناسی کسی مسئلہ متنازعہ کے ممتنع و محال ہونے کی دلیل نہیں اگر یہ حقیقت ان کی سمجھ میں آجاتی تو ہرگز سورہ فیل کی تشریح و تفسیر میں طیرؑ سے مراد

بدشگونی، اور تذکرۂ سیدنا سلیمانؑ اعظم وملکۂ سبا بلقیس کے سلسلہ میں "ہدہد" سے " ہدہد نامی انسان" نہ مراد لیا جاتا۔ اگرچہ عصر حاضر نے ہندوں کیلئے ابجد کی وضع، اور نامہ بر کبوتروں کی رسم قدیم کے احیار سے ان متنورین (نئی روشنی والوں) کے بعض استحالات پر پانی پھیر دیا ہے تاہم ایسے عقلمندوں سے دنیا اب بھی خالی نہیں۔ لہذا ہم ان مباحث میں پڑے بغیر اپنا مقصد قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

اے طالبان حق اور اے تشنگان معارف قرآنی! کبھی تم نے غور کیا آدم علیہ السلام کے دخول جنت اور شجرہ ممنوعہ میں ہماری زندگی کے لئے عبرت و موعظت پند و تذکیر کا کتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے تم نے خالق السموات کی قدرت اور فاطر کی فطرت نظام کائنات اور اس عالم سفلی کی رنگینی، انواع و اقسام کی ہری بھری جڑی بوٹیوں گلہائے بوقلموں، چمکتے دمکتے، مہکتے اور کھلکھلاتے لالہ و گلاب تازہ بہ تازہ ہرے بھرے سبز و شاداب میووں، سیب و انار خوشہائے انگور، ہزاروں لذائذ اور سینکڑوں انواع و اقسام کے فواکہ، ہزاروں حسین و جمیل موہنی صورتوں پر اگر غور کیا ہوتا تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ دنیا ایک جنت سرا ہے، لہذا ہمارے لئے بھی کچھ اشیار مباحہ اور کچھ اشجار ممنوعہ کا ہونا لابدی ہے ایک مرتبہ تم پھر اس مسئلہ پر غور کرو اور دیکھو جنت موعودہ سماوی اور اس جنت ارضی میں کسقدر گہری مماثلت ہے اگرچہ ہم انعامات جنت اور انعامات ارضی کی تمثیل حقیقی نہیں بیان کر سکتے۔ اگرچہ شاہد پر غائب کا قیاس کرنا ہمارے نزدیک بھی صحیح نہیں تاہم جو دھندلا سا خاکہ ہمارے سامنے موجود ہے یہ ایسی نظیر ہے جس سے ہم انعامات جنت کا قدرے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں انعامات جنت آج بھی اپنے انھیں اسمار کے ساتھ ہمارے درمیان مشہور و معروف ہیں جن اسمار کے ساتھ زبان وحی نے انھیں پکارا ہے" ابتدا نعمت جنت کباب ماہی سے لیکر انتہائے امر تک نظر ڈالئے۔ پھر دیکھئے حور و غلمان شہد و شراب سیب و انار، کوثر تسنیم، انگور و رمان۔ حریر و دیباج، کمخواب و زربفت، باغ و بہار حدائق و گلزار، جام و مینا، نقرہ و زر لعل و گہر موتی و ہیرے فرش و قالین، تخت و تاج اسپ و براق، قصر و محل حویلی و عشرتکدے ان میں کونسی ایسی نعمت ہے جو یہاں موجود نہیں جنکا موعودہ جنت سماوی میں وعدہ کیا گیا ہے" گنج قارون، تخت طاؤس، ارم شداد بھی تو آخر اسی دنیا کا افسانۂ ماضی ہے ! خصوصاً نیل و فرات کے وجود نے تو اور اس جنت زار ارضی کو آگے بڑھا دیا۔ اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ اثمار جنت اور دیگر نعمہائے جنت اور دنیاوی نعمتوں کے رنگ و بو لذت وغیرہ میں آسمان و زمین کا فرق ہے پھر ان کثیر التعداد انعامات کے وجود سے کیوں نہ ہمارے سامنے جنت موعودہ کا ایک اجمالی خاکہ آجائے خصوصاً جبکہ مشہور منہ زور ہمام بن غالب التمیمی عرب شاعر تنہا اپنی محبوبہ نوار ہی کو جنت ٹھیرا رہا ہے ؎

وکانت جنتی فخرجت منہا + کآدم حین اخرجہ الضرار

مطلب یہ ہے کہ معشوقہ نوار میرے لئے ایک جنت تھی مگر طلاق دیدینے کے بعد میں اس سے اسی طرح جدا ہو گیا جیسے آدم علیہ السلام جنت سے۔

اب آیئے ہم حلال و حرام، طیبات و خبائث مباح و ممنوع اشیار پر غور کریں اور دیکھیں سیدنا آدم علیہ السلام کو معہ رفیقہ حیات یہ حکم سنایا جاتا ہے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ الخ (پ ۱ س ۲ ع ۴) تو ہم کو کیا حکم دیا گیا؟ محرمات کے ضمن میں جبکی نظر آیتہ ذیل پر پڑیگی فوراً پکار اٹھیگا کہ ہمارے علم و یقین، ایمان و ایقان، صبر و شکیب کا زبردست امتحان وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى الخ (پ ۱۵ س ع ۴) کے اندر موجود ہے اور یہ ایک ایسا شجر ممنوعہ ہے جو پوری جاذبیت کے ساتھ ہم فرزندان آدم کے زہد و ورع تقدس و طہارت عصمت و عفاف کو برباد کر دینے کیلئے موجود ہے۔ اللہ اللہ کتنا صبر شکن ہوتا ہے وہ عالم تنہائی جہاں غیر کی نظر نہ پڑتی ہو، تمام موانع معدوم ہوں قوۃ بہیمیہ قوۃ ملکوتیہ پر غالب آچکی ہو، محبوب پورے حسن و جمال اور فریب نظر کے ساتھ عصمت و عفاف کے خلاف آمادہ پیکار ہو

اور ساتھ ہی ساتھ سارقان متاع ایمان، اور غارتگران گنج اسلام نفس امارہ اور شیطان مرجوم بھی عفت و عصمت کے حصن حصین کو فتح کرنے کیلئے اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں میں لگا ہو یہی وہ وقت ہے جبکہ بڑے بڑے شہسواروں بہادروں اور شمشیر زنوں کے پائے استقلال پھسل جاتے ہیں اور یہی وہ ساعت ہے جبکہ سیدنا آدمؑ علیہ السلام کے اکل شجرہ اور اس کے عواقب بد پر نظر ڈالکر صحیح غور و فکر کرنا چاہیئے

بانی اسلام پیغمبر عربی علیہ السلام نے ایسے ہی عصمت آب پاکبازوں کو میدان حشر کی حدت و تمازت اور آفتاب کی تپش سے محفوظ رہنے کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا ہے "کہ ایسا انسان عرش بریں کے سایہ میں ہوگا" نیز ذیل کا یہ بھی فرمانِ رب محرمات کے ضمن میں ہمیں سیدنا آدم علیہ السلام کے شجرۂ ممنوعہ اور اس کے عواقب بد کا درس دیتا ہے۔ ارشاد یوں ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ الخ (پ ۱۵ س ۴۶) یعنی اے بنی نوع انسان دیکھنا کسی یتیم دبے یار و مددگار بچے کی دولت و زر کے قریب بھی غصب و خیانت کی نیت سے مت جانا۔ آہ ہم ہیں کہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی سبیل غیر کے مال و زر پر قبضہ و اقتدار جمانے کی نکل آئے تو بہتر ہو حالانکہ اس اور اس جیسی بہت سی آیات نے ہمیں محرمات و خبائث سے بطریق اکمل واقف کار بنا دیا ہے پھر بھی غفلت شعاری اور کور بصری ہمارے دل و دماغ پر اور قوۃ شیطانیہ بہیمیہ ہمارے قوائے عاملہ پر اس طرح مسلط رہتی ہے کہ خیر و شر میں تمیز کئے بغیر بڑے سے بڑے جرائم اور محرمات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ کاش! ہمیں سمجھ آئے۔

اگر سیدنا آدم علیہ السلام پر طیبات کا دروازہ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا الخ (آیۃ مذکورۃ الصدر) سے کھولدیا گیا تھا تو ہمارے لئے بھی باب طیبات کھلا ہوا ہے آیۃ ذیل پر غور کرو ارشاد ہے وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ (پ ۷ س ۵ ع ۱)
ترجمہ جو حلال و طیب رزق اللہ نے عطا فرما رکھا ہے اسے کھاتے رہو۔

میرے بزرگو اور عزیزو! ذرا تذکرہ آدمؑ سیدنا کے ضمن میں آیۃ کریمہ ذیل پر بھی ایک سرسری نظر ڈالکر خود بتلاؤ اللہ نے کیا کیا حکم و مصالح بصائر و عبر مضمر کر رکھے ہیں ارشاد ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (بقرہ ع ۴) ابوالبشر آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات طیبہ حاصل کر لیا تھا جسکے ورد و وظیفہ کے نتیجہ میں اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور الطاف کریمانہ سے نواز دیا۔ اللہ اللہ کتنی پاک تعلیم ہے۔ امید و ڈھارس، انابت، و توبہ۔ رجوع الی اللہ و استغفار عن المعصیۃ پر اس سے بڑھکر کیا تمثیل اور سچی نظیر پیش کی جا سکتی تھی دوسری جگہ یوں ارشاد ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (طٰہٰ ع ۷) یعنی خدائے عز و جل نے آدمؑ کی توبہ قبول کر کے مقرب بارگاہ بنا کر انھیں ہدایت پر لگا دیا۔ کوئی وجہ نہیں اگر توبہ کے شرائط صحیحہ کے مطابق ہم توبہ کریں اور پھر ہماری توبہ زود یا بدیر مقبول نہ ہو پس ہمیں چاہیئے یاس و حرماں، ناامیدی و قنوط کا ہلکا سا بھی تصور نہ کریں اور ہمیشہ دست بدعا رہیں اے مبدء فیاض اپنے فیض عمیم اور اے قادر مطلق اپنے لطف و کرم سے ہمیں بھی نواز، اے غافر الذنب و قابل التوب ہماری بھی سن لے۔ یہ ہماری رٹ اور وظیفہ ہو۔ جہاں قرآن پاک نے کچھ مواعظ و نصائح بتائے وہاں ہمارے لئے آدم علیہ السلام کی پیغمبرانہ پوزیشن کو بھی نہایت صاف اور واضح کر دیا ہے ورنہ بائبل تو محض ان کے دخول جنت اکل شجرہ، اخراج اور زمین کا ان کے وجود سے "لعنتی" ہونا ہی ثابت کرتی ہے۔ آدمؑ کے توبہ و انابت و اجابت منجانب اللہ کا اس میں کوئی ذکر نہیں حالانکہ اگر ابوالبشر کو ویسا ہی مرحوم و مطرود مانا جائے جس طرح بائبل بیان کرتی ہے تو پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انسانیت کی شرافت کا طریق اثبات کیا ہوگا۔ نیز بائبل اس سے بھی خاموش ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام آیا عام انسانی سطح سے کچھ بلند و بالا شرافت اور رتبہ و مرتبہ بھی رکھتے تھے یا نہیں۔ مگر